بیوہ آگے شادی کرلے تو پہلے شوہر کی وراثت سے اس کا حصہ ختم ہو جاتا ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: Aqs 2661   تاریخ: 22-08-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ شوہر کا انتقال ہو جائے اور اس کی بیوہ عدت گزارنے کے بعد آگے شادی کرلے، تو پہلے مرحوم شوہر کی وراثت سے بیوہ کا جو حصہ بنتا تھا، وہ اس کو ملے گا یا آگے شادی کرنے کی وجہ سے ختم ہو جائے گا؟ شرعی رہنمائی فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں مرحوم کی بیوہ اگرچہ آگے شادی کرلے، مرحوم شوہر کی وراثت سے پھر بھی اس کو حصہ ملے گا، آگے شادی کرنے کی وجہ سے اس کو ملنے والا حصہ ختم نہیں ہوگا۔

مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ کسی وارث کو وراثت نہ دینے کے چار اَسباب ہیں، ان میں سے کوئی ایک سبب پایا جائے تو وراثت سے حصہ نہیں ملتا اور بیوہ کا آگے شادی کرلینا ان اَسباب میں سے نہیں ہے، یہاں تک کہ بیوہ یا کسی بھی شخص کا اگر ایک دفعہ وراثت میں حصہ ثابت ہو جائے، تو پھر اگرچہ وہ شخص فوت بھی ہو جائے، اس کا جو حصہ ثابت ہوا تھا، وہ ختم نہیں ہوتا، بلکہ وراثت کے اصولوں کے مطابق اس کے ورثاء میں ہی تقسیم ہوتا ہے، **لہٰذا پوچھی گئی صورت میں مرحوم کی بیوہ اگرچہ آگے شادی کرلے، پہلے والے مرحوم شوہر کی وراثت سے اس کا حصہ ختم نہیں ہوگا؛ مرحوم شوہر کی اولاد نہ ہو تو بیوہ کو کل مال کا چوتھا (1/4) حصہ اور مرحوم شوہر کی اولاد ہو تو بیوہ کو آٹھواں (1/8) حصہ ملے گا۔**

بیوہ کے حصہ کے بارے میں قرآنِ پاک میں ہے: ﴿وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ﴾ ترجمہ کنز العرفان: "اور اگر تمہارے اولاد نہ ہو تو تمہارے ترکہ میں سے عورتوں کے لئے چوتھائی حصہ ہے، پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے۔"

(پارہ4، سورۃ النساء، آیت 12)

وراثت کی شرائط کے متعلق رد المحتار میں ہے: "و شروطه ثلاثة ... و وجود وارثه عند موته حیاالخ "ترجمہ: وراثت کی تین شرائط ہیں: (دوسری شرط یہ ہے کہ جس شخص کی وراثت تقسیم ہو رہی ہے ،)اُس کی موت کے وقت وارث بننے والا شخص زندہ ہو۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الفرائض، جلد 10، صفحہ 525، مطبوعہ کوئٹہ)

وارث کو وراثت سے محروم کرنے کے اسباب کے متعلق شیخ الاسلام و المسلمین سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وراثت سے محرومی کے صرف چار سبب ہیں کہ وارث غلام ہو، یا مورِث کا قاتل، یا کافر ہو، یا دار الحرب میں رہتا ہو، باقی کوئی ناقابلیت اسے اس کے حقِ شرعی سے محروم نہ کرے گی۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 26، صفحہ 291، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

بیوہ کے آگے شادی کر لینے سے وراثت میں بننے والے حصے سے متعلق امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: "(شوہر کے انتقال کے بعد عورت کا) نکاح ثانی کر لینا، عورت کے مہر یا میراث کو ساقط نہیں کرتا۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 25، صفحہ 374، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

فتاویٰ فیض الرسول میں ہے: "دوسری شادی کرنے کے بعد بھی عورت اپنے متوفیٰ شوہر کی جائیداد میں حصہ پانے کی مستحق ہے۔ اگر اس کے خاوند نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی، تو اس صورت میں اس کی کل جائداد میں سے 1/4 حصہ بیوی کا ہے اور اگر لڑکی یا لڑکا کوئی اولاد چھوڑ کر مرا ہے، تو 1/8 حصہ ہے۔ اگر خاوند کے ورثہ اس کا پورا حصہ نہیں دیں گے، تو سخت گنہگار، حق العبد میں گرفتار اور

مستحقِ عذابِ نار ہوں گے۔"

(فتاوی فیض الرسول، جلد2، صفحہ 728، مطبوعہ شبیر برادرز، لاھور)

ایک مرتبہ کسی کا حق ثابت ہو جائے، تو لمبا عرصہ گزرنے کے باوجود بھی ساقط نہیں ہوتا۔ جیسا کہ امام اہلسنت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:" ہیچ حق ثابت نامقید بوقتے خاص ارث باشد خواہ غیر او مطلقاً اجماعاً بتقادم زمان زنہار ساقط نشود (ترجمہ:) جب کوئی حق ثابت ہو جائے اور وہ کسی خاص وقت کے ساتھ مقید نہ ہو چاہے میراث ہو یا کوئی اور مطلقاً بالاتفاق زیادہ عرصہ کے گزرنے سے ہرگز ساقط نہیں ہوتا۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد26، صفحہ 261، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

وراثت تقسیم ہونے سے پہلے وارث کا انتقال ہو جائے، تو اس کے متعلق بہارِ شریعت میں ہے:" (مناسخہ) یہ لفظ نسخ سے نکلا ہے جس کے معنیٰ بدلنے کے ہیں اور فرائض کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ میت کے ترکہ کی تقسیم سے قبل ہی اگر کسی وارث کا انتقال ہو جائے تو اس کا حصہ اس کے وارثوں کی طرف منتقل کر دیا جائے۔"

(بہارِ شریعت، حصہ20، جلد3، صفحہ 1157، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

تنبیہ! ہمارے معاشرے میں چند برائیاں ایسی راسخ ہو گئی ہیں کہ لوگوں کی ان کی طرف توجہ ہی نہیں ہے کہ یہ بھی برائی اور گناہ ہے، ان میں سے ہی ایک بہت بڑی خرابی مالِ وراثت میں شرعی طور پر وارث بننے والے اَفراد کو حصہ نہ دینا ہے۔ کبھی بیٹیوں کو یہ کہہ کر حصہ نہیں دیا جاتا، کہ ان کی شادی اچھے طریقے سے کر دی ہے، شادی پر بہت خرچہ کر دیا ہے، اس لیے وراثت سے حصہ نہیں ملے گا۔ کبھی بہنوں کو طعن و تشنیع اور ٹارچر کر کے ان سے حصہ معاف کروالیا جاتا ہے، یا بہنوں کو حصہ دینے کا رواج ہی نہیں ہوتا، تو یوں ان کو حصہ نہیں دیا جاتا؛ اگر بیوہ کے سسرال والے اثر ورسوخ رکھتے ہوں، تو بیوہ کا حصہ یہ کہہ کر کھا جاتے ہیں کہ بیوہ آگے شادی کرلے تو اس کا حصہ نہیں بنتا۔ اسی طرح یتیم بچوں کا حصہ مختلف حیلے بہانوں سے کھا لیا جاتا ہے، الغرض ہمارے معاشرے میں یہ ایک ایسی خرابی پائی جاتی ہے کہ جس میں

دانستہ اور نادانستہ طور پر لوگ ملوث ہو جاتے ہیں، حالانکہ قرآن و حدیث میں وراثت کو صحیح طریقے سے تقسیم کرنے کا سختی کے ساتھ حکم ہوا ہے، اسی طرح نہ دینے والوں کے بارے میں وعیدیں بھی وارد ہوئی ہیں۔

چنانچہ اللہ عزوجل وراثت تقسیم کرنے کے بارے میں قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ اَوْلَادِكُمْ ۚ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۔۔۔ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ ترجمۂ کنز العرفان: "اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے، بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔۔۔ یہ اللہ کی طرف سے حکم ہے اور اللہ بڑے علم والا، بڑے حلم والا ہے۔" **(پارہ4، سورۃ النساء، آیت11)**

اس آیتِ کریمہ میں فَرِيْضَةً کے تحت تفسیر روح البیان میں ہے: "ای فَرَضَ اللّٰهُ ذلك الميراثَ فَرْضاً" ترجمہ: یعنی اس (تقسیمِ) میراث کو اللہ عزوجل نے تمہارے لیے فرض قرار دیا ہے۔
(تفسیر روح البیان، ج2، ص138، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

صحیح طور پر وراثت تقسیم کرنے کی فضیلت کے بارے میں قرآنِ پاک میں ہے: ﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ ترجمۂ کنز العرفان: "یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرے تو اللہ اسے جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے، اور یہی بڑی کامیابی ہے۔"
(پارہ4، سورۃ النساء، آیت13)

اور جو وراثت کے معاملہ میں نافرمانی کرے، اس کے متعلق قرآنِ پاک میں ہے: ﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ ترجمۂ کنز العرفان: "اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی (تمام) حدوں سے گزر جائے تو اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں (وہ) ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کُن عذاب ہے۔" **(پارہ4، سورۃ النساء، آیت14)**

وراثت سے دوسرے کا حصہ کھانا، یہ تو کفار کا طریقہ ہے، جیسا کہ قرآنِ پاک میں کفار کی اس

برائی کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:﴿وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا﴾ ترجمہ کنز العرفان:" اور میراث کا سارا مال جمع کر کے کھا جاتے ہو۔" (پارہ30، سورۃ الفجر، آیت19)

اس کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے:" یہاں کفار کی تیسری خرابی اور ذلت کا بیان ہے کہ تم میراث کا مال کھا جاتے ہو اور حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے اور عورتوں اور بچوں کو وراثت کا حصہ نہیں دیتے، بلکہ اُن کے حصے خود کھا جاتے ہو؛ جاہلیت میں یہی دستور تھا۔ اس بیان کردہ ظلم میں بہت سی صورتیں داخل ہیں اور فی زمانہ جو چچا تایا قسم کے لوگ یتیم بھتیجوں کے مال پر قبضہ کر لیتے ہیں یا روٹین میں جو بہنوں، بیٹیوں یا پوتیوں کو راثت نہیں دی جاتی، وہ بھی اسی میں داخل ہے کہ شدید حرام ہے۔"
(صراط الجنان، جلد10، صفحہ668، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

یتیم بچوں کا مال کھانے والوں کے متعلق قرآنِ پاک میں ہے:﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًاؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا﴾ ترجمہ کنز العرفان:" بیشک وہ لوگ جو ظلم کرتے ہوئے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بالکل آگ بھرتے ہیں اور عنقریب یہ لوگ بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔" (پارہ4، سورۃ النساء، آیت10)

اس آیتِ کریمہ کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے:" اس آیت میں جو یہ ارشاد فرمایا گیا کہ " وہ اپنے پیٹ میں بالکل آگ بھرتے ہیں" اس سے مراد یہ ہے کہ یتیموں کا مال ناحق کھانا گویا آگ کھانا ہے، کیونکہ یہ مال کھانا جہنم کی آگ کے عذاب کا سبب ہے۔۔۔ یتیم کا مال ناحق کھانا کبیرہ گناہ اور سخت حرام ہے۔ قرآنِ پاک میں نہایت شدت کے ساتھ اس کے حرام ہونے کا بیان کیا گیا ہے۔ افسوس کہ لوگ اس میں بھی پرواہ نہیں کرتے۔ عموماً یتیم بچے اپنے تایا، چچا وغیرہ کے ظلم و ستم کا شکار ہوتے ہیں، انہیں اِس حوالے سے غور کرنا چاہیے۔ یہاں ایک اور اہم مسئلے کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ یتیم کا مال کھانے کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی باقاعدہ کسی بری نیت سے کھائے تو ہی حرام ہے بلکہ کئی صورتیں ایسی ہیں کہ آدمی کو حرام کا علم بھی نہیں ہوتا اور وہ یتیموں کا مال کھانے کے حرام فعل میں مُلَوَّث ہو جاتا

ہے جیسے جب میت کے ورثاء میں کوئی یتیم ہے تو اس کے مال سے یا اس کے مال سمیت مشترک مال سے فاتحہ تیجہ وغیرہ کا کھانا حرام ہے کہ اس میں یتیم کا حق شامل ہے، لہٰذا یہ کھانے صرف فقراء کیلئے بنائے جائیں اور صرف بالغ موجود ورثاء کے مال سے تیار کئے جائیں ورنہ جو بھی جانتے ہوئے یتیم کا مال کھائے گا وہ دوزخ کی آگ کھائے گا اور قیامت میں اس کے منہ سے دھواں نکلے گا۔"

(صراط الجنان، جلد2، صفحہ 171، 172، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اگر کسی طرح بھی ورثاء کو ان کا حصہ نہیں دیں گے، تو یہ ناحق مال کھانا ہو گا، جبکہ اللہ عزوجل کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: "اور آپس میں ایک دوسرے کا مالِ ناحق نہ کھاؤ۔" **(پارہ2، سورۃ البقرۃ، آیت 188)**

اس آیت کے تحت تفسیر نعیمی میں ہے: "رشوت، **غصب**، لوٹ، چوری، جھوٹی قسمیں، جوا، کہانت، خیانت وغیرہ ناجائز پیشے، یہ سب باطل آمدنیاں ہیں: یعنی نہ تو تم اپنے مال غلط طرح خرچ کرو اور نہ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے حاصل کر کے استعمال کرو۔"

(تفسیر نعیمی، ج2، ص232، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، لاھور)

کسی وارث کی میراث نہ دینے والے کے متعلق حدیث پاک میں ہے: "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فر من میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے وارث کو میراث دینے سے بھاگے، اللہ قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث قطع فرمادے گا۔ **(سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، صفحہ 194، مطبوعہ کراچی)**

وراثت تقسیم نہ کرنے سے دوسرے کی زمین غصب کرنا لازم آئے گا، جس کے متعلق حدیثِ پاک میں ہے: "من اخذ شبرا من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامۃ من سبع ارضین" ترجمہ: جو ایک بالشت زمین غصب کرے گا، قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ اس کی گردن میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔ **(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی سبع ارضین، ج1، ص454، مطبوعہ کراچی)**

اس حدیث پاک کے تحت مرآۃ المناجیح میں ہے: ”پہلے تو اس غاصب کو زمین کے سات طبق کا طوق پہنایا جائے گا، پھر اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔۔۔ معلوم ہوا کہ زمین کا غصب دوسرے غصب سے سخت تر ہے۔“ (مرأۃ المناجیح، ج4، ص361، مکتبہ اسلامیہ، لاھور)

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ میں وراثت تقسیم نہ کرنے کے عمل سے متعلق فرماتے ہیں: ”مذکورہ عمل یقیناً غصب اور حرام ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 19، صفحہ 675، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

ایک اور مقام پر ناحق زمین ہتھیانے والے کے بارے میں فرماتے ہیں: ” اللہ قہار و جبار کے غضب سے ڈرے، ذرا مَن دو مَن نہیں، بیس پچیس ہی سیر مٹی کے ڈھیلے گلے میں باندھ کر گھڑی دو گھڑی لئے پھرے، اُس وقت قیاس کرے کہ اس ظلمِ شدید سے باز آنا آسان ہے یا زمین کے ساتوں طبقوں تک کھود کر قیامت کے دن تمام جہان کا حساب پورا ہونے تک گلے میں، معاذ اللہ! یہ کروڑوں مَن کا طوق پڑنا اور ساتویں زمین تک دھنسا دیا جانا۔ وَالْعِیَاذُ بِاللہِ تَعَالٰی!“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 19، صفحہ 665، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

16صفر المظفر 1446ھ/22اگست 2024ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے